

سپریم کورٹ ریوٹس۔ [2003]۔ ایس۔ یو۔ پی۔ پی۔ 2۔ ایس۔ سی۔ آر

اسٹیٹ (گورنمنٹ این سی ٹی آف دہلی)

بنام

پریم راج

5 اگست 2003

[ڈوریسوامی راجا اور راجیت پاسیات، جسٹسز]

مجموعہ ضابطہ فوجداری 433 (c) کرنے کا اختیار۔ ملزم کو قید با مشقت اور جرمانے کی سزا۔ عدالت عالیہ نے بڑھا ہوا جرمانہ جمع کرنے پر سزا کو تبدیل کرتے ہوئے ریاستی حکومت کو حکم کو با ضابطہ بنانے کی ہدایت کی۔ پائیداری۔ منعقد: نقل مکانی کا اختیار خصوصی طور پر مناسب حکومت کے پاس ہوتا ہے۔ اس طرح کے اختیار کو نقل مکانی کی ضرورت کی وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے معقول اور عقلی طور پر استعمال کیا جانا چاہیے۔ اس لیے عدالت عالیہ کا حکم غیر مستحکم ہے۔ تاہم، ملزم کا مناسب حکومت میں منتقل ہونے کا حق محدود نہیں ہے۔

جواب دہندہ ملزم کو بدعنوانی کی روک تھام کے قانون 1988 کی دفعہ 7 کے تحت جرم کے جرم میں 500 روپے جرمانے کے ساتھ دو سال کی قید با مشقت سزا سنائی گئی۔ اسے ایکٹ کی دفعہ 13 (2) کے تحت مزید ساڑھے تین سال قید اور ایک ہزار روپے جرمانے کی سزا سنائی گئی۔ جواب دہندہ ملزم نے سزا کی مقدار کو عدالت عالیہ میں چیلنج کیا۔ عدالت عالیہ نے جرمانے کی سزا میں اضافہ کر کے قید کی سزا کو تبدیل کر دیا اور جرمانہ جمع کرانے پر ریاستی حکومت کو ضابطہ اخلاق کی دفعہ 433 (c) کے تحت مناسب حکم منظور کر کے معاملے کو با ضابطہ بنانے کی ہدایت کی۔ اس لیے موجودہ اپیل۔

اپیل کنندہ ریاست نے دعویٰ کیا کہ منتقلی کا اختیار عدالت کے پاس دستیاب نہیں ہے اور یہ ایگزیکٹو کا خصوصی دائرہ اختیار ہے۔

جواب دہندہ ملزم نے دعویٰ کیا کہ کیس کے مخصوص حقائق پر کسی مداخلت کا مطالبہ نہیں کیا جاتا ہے۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے۔

منعقد: 1. نقل مکانی کے اختیارات خصوصی طور پر مناسب حکومت کے پاس ہوتے ہیں۔ تخفیف بنیادی طور پر ایک قسم کی سزا کو سخت سزا میں تبدیل کرنا ہے۔ دفعہ 433 ضابطہ فوجداری ریاستی حکومت کو سزا کو کم کرنے کا اختیار فراہم کرتی ہے۔ دفعہ 433 کی شق (c) قید با مشقت سزا کو کسی بھی مدت کے لیے قید محض میں تبدیل کرنے سے متعلق ہے جس میں اس شخص کو سزا سنائی جاسکتی ہے، یا جرمانہ۔ [D-240؛ D-241]

1.2۔ دفعہ 433 کے تحت مناسب حکومت کو دیے گئے اختیارات کا استعمال معقول اور عقلی طور پر ان وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا جانا چاہیے جو قانون کے مقصد کے لیے موزوں اور متعلقہ ہیں، حالات کو کم کرنے اور/یا سماج کے مفاد اور مفاد عامہ جیسے عوامل کو تبدیل کرنے کے لیے ضروری حقائق کو کم کرنے کے لیے۔ اس طرح عدالت عالیہ کے حکم کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ تاہم، ملزم کا اس طرح کی راحت کے لیے مناسب حکومت کو منتقل کرنے کا حق جو قانون میں دستیاب ہے محدود نہیں ہے۔ یہ مناسب حکومت کی صوابدید پر ہوگا کہ وہ قانون کے مطابق اس کو دیے گئے اختیارات کا استعمال کرے۔ [E، D-244؛ D، C-241]

دہلی انتظامیہ (اب دہلی کا این سی ٹی) بنام مدن لال [2002] 6 سپریم 77 اور ریاست پنجاب بنام کیسر سنگھ [1996] 5 ایس سی سی 495، حوالہ دیا گیا۔

فوجداری اپیل کا عدالتی دائرہ اختیار: 2003 کی فوجداری اپیل نمبر 948۔

1997 کے فوجداری اے نمبر 172 میں دہلی عدالت عالیہ کے مورخہ 19.9.2001 کے فیصلے اور حکم

سے۔

اپیل کنندہ کے لیے ارون کے سنہا۔

جواب دہندہ کے لیے روی پرکاش مہر وتر اور گرویش کباریا۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا۔

ارجیت پسیت، جسٹس۔ اجازت دی گئی۔

اس اپیل میں اٹھایا گیا واحد سوال یہ ہے کہ کیا دہلی عدالت عالیہ مجموعہ ضابطہ فوجداری 1973 (مختصر طور پر 'کوڈ') کی دفعہ 433(c) کے تحت دستیاب اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے قانون کے فریم ورک کے اندر کام کیا۔

اپیل کو جنم دینے والی حقیقی حیثیت مندرجہ ذیل ہے:

جواب دہندہ (جسے 'ملزم' بھی کہا جاتا ہے) پر بدعنوانی کی روک تھام کے قانون 1988 (مختصر طور پر 'ایکٹ') کی دفعہ 13(2) کے تحت قابل سزا دفعہ 7 اور دفعہ 13(1)(د) کے تحت قابل سزا جرم کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا۔ مدعا علیہ کو ایڈیشنل سیشن جج، دہلی نے مجرم پایا اور اسے دفعہ 7 کے تحت جرم سے متعلق دو سال کی قید با مشقت اور 500 روپے جرمانے کی سزا سنائی گئی۔ اسے مزید دفعہ 13(2) کے تحت ساڑھے تین سال قید اور 1000 روپے جرمانے کی سزا سنائی گئی۔ دونوں سزائوں کو بیک وقت چلانے کی ہدایت کی گئی تھی۔ یہ معاملہ مدعا علیہ ملزم کی طرف سے عدالت عالیہ کے سامنے اپیل میں اٹھایا گیا تھا۔ سماعت کے وقت اثباتِ جرم کے حکم کو چیلنج نہیں کیا گیا تھا۔ سزا کی مقدار سے متعلق عدالت عالیہ کے سامنے کیا دباؤ ڈالا گیا۔ یہ پیش کیا گیا کہ اپیل کنندہ کو 11 سال تک مقدمے کی آزمائش کا سامنا کرنا پڑا تھا اور وہ سبکدوشی کے دہانے پر تھا کیونکہ اس کی سبکدوشی کی تاریخ مارچ 2002 میں ہونی تھی۔ وہ سابقہ مجرم نہیں تھا اور اگر جیل کی سزا کو کم کرنے کے لیے جرمانے کی سزا میں اضافہ کیا جائے اور اس کے نتیجے میں حکومت کو ضابطہ اخلاق کی دفعہ 433 کے تحت کیس پر غور کرنے کی سفارش کی جائے تو انصاف کے مقاصد پورے ہوں گے۔ عدالت عالیہ نے نوٹ کیا کہ تفتیشی ایجنسی، سنٹرل بیورو آف انویسٹی گیشن (مختصر طور پر 'سی بی آئی') کی طرف سے سفارش کی کوئی سنجیدہ مخالفت نہیں کی گئی۔

فوجداری اپیل کی سماعت کرنے والے واحد جج نے محسوس کیا کہ اپیل گزار کو تاخیر کے مرحلے پر سزا سنانے کے لیے کوئی مفید مقصد پورا نہیں ہوگا اور قید کی سزا کو کم کرنے میں جرمانے کو بڑھا کر 15000 روپے کرنا مناسب ہوگا۔ انہوں نے مزید ہدایت کی کہ ملزم کے کیس پر ضابطہ اخلاق کی دفعہ 433 (c) کے مطابق غور کیا جائے اور اسے باقاعدہ بنایا جائے۔ مزید ہدایت دی گئی کہ ایک مقررہ مدت کے اندر قید کی سزا کو کم کرنے میں جرمانے کے طور پر 15000 روپے جمع کرنے اور مناسب حکومت کو جمع کی اطلاع دینے پر، ریاستی حکومت ضابطہ اخلاق کی دفعہ 433 (c) کے تحت ایک مناسب حکم منظور کر کے معاملے کو باضابطہ بنا سکتی ہے۔ قید کی سزا کو ذاتی باند پیش کرنے اور ٹرائل کورٹ کے ضامن کے مطابق ضمانت پیش کرنے پر معطل کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔

اپیل کی حمایت میں ریاست (دہلی کے این سی ٹی کی حکومت) نے پیش کیا کہ تبادلے کا اختیار عدالت کے پاس دستیاب نہیں ہے اور یہ ایگزیکٹو کا خصوصی دائرہ اختیار ہے۔ اس لیے یہ پیش کیا گیا کہ عدالت عالیہ کی طرف سے اپنا یا گیا کورس غیر مستحکم ہے۔

جواب دہندہ ملزم کے فاضل وکیل نے پیش کیا کہ اس کیس کے مخصوص حقائق پر کسی مداخلت کا مطالبہ نہیں کیا جاتا ہے۔ اگرچہ سختی سے کہا جائے تو عدالت عالیہ کے پاس منتقلی کا کوئی اختیار نہیں تھا، پھر بھی ریاستی حکومت کو ہدایت دی گئی کہ وہ بڑھا ہوا جرمانہ جمع کرنے پر منتقلی کے حکم کو باضابطہ بنائے اور اس میں غلطی نہیں کی جاسکتی۔

کوڈ کا دفعہ 432 مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1889 (مختصر پرانے کوڈ میں) کے دفعہ 402 کے دفعہ 401 اور ذیلی دفعہ (3) سے مطابقت رکھتا ہے اور اسے تقریباً لفظ در لفظ دوبارہ پیش کرتا ہے۔ دفعہ 432 کی ذیلی دفعہ (1) سے (4) پرانے ضابطے کی دفعہ 401 کی ذیلی دفعہ (1) سے (4) میں لفظ کے لیے لفظ کو دوبارہ پیش کیا گیا ہے۔ ذیلی دفعہ (5) پرانے دفعہ کے لفظ برائے لفظ ذیلی دفعہ (6) کو دوبارہ پیش کرتی ہے۔ ذیلی دفعہ (6) اسی طرح پرانے سیکشن کے ذیلی دفعہ (4-اے) کو دوبارہ پیش کرتی ہے۔ اس سے قبل 1950 میں پرانی دفعہ 401 کی ذیلی دفعہ (5) کو خارج کر دیا گیا تھا۔ ذیلی دفعہ (7) پرانے ضابطے کی دفعہ 402 کی ذیلی دفعہ (3) سے مطابقت رکھتی ہے۔ مرکزی پیرا گراف اور شق (الف) بغیر کسی تبدیلی کے لفظ کے لیے پرانے شق لفظ کو دوبارہ توضیح ہیں۔ شق (ب) قدرے مختلف ہے، لیکن بغیر کسی مادے کی تبدیلی کے۔ اس شق میں لکھا ہے:

"(b) دیگر معاملات میں ریاستی حکومت۔

1 آئین ہند، 1950 (مختصر طور پر آئین) کا آرٹیکل 72 صدر کو کسی بھی جرم میں سزا یافتہ کسی بھی شخص کی سزا کو معاف کرنے، حکم سزائے موت، معاف یا کم کرنا کرنے، معاف کرنے یا کم کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ اس طرح دی گئی طاقت کورٹ مارشل یا کسی ریاست کے گورنر کو دی گئی اسی طرح کی طاقت سے جانبداری کے بغیر ہے۔ آئین کا آرٹیکل 161 کسی ریاست کے گورنر کو کسی ایسے معاملے سے متعلق کسی بھی قانون کے خلاف کسی بھی جرم کے سلسلے میں اسی طرح کے اختیارات فراہم کرتا ہے جس میں ریاست کا انتظامی اختیار بڑھتا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 72 اور 161 کے تحت تو ضیع مطلق ہے اور اسے کسی بھی قانونی شق جیسے کوڈ کے دفعات 432، 433 یا 433-اے یا کسی جیل کے قواعد سے نہیں روکا جاسکتا۔ لیکن صدر یا گورنر، جیسا بھی معاملہ ہو، کو وزیر کی کے مشورے پر عمل کرنا چاہیے۔

معافی فضل کا ایک عمل ہے، جو قوانین پر عمل درآمد کے لیے تفویض کردہ اختیار سے آگے بڑھتا ہے، جو اس فرد کو اس سزا سے مستثنیٰ کرتا ہے جو قانون اس جرم کے لیے دیتا ہے جو اس نے کیا ہے۔ یہ جرم کے لیے مقرر کردہ سزا اور مجرم کے جرم دونوں کو متاثر کرتا ہے؛ دوسرے لفظوں میں، مکمل معافی جرم کو ہی ختم کر سکتی ہے۔ یہ بری ہونے کے مترادف نہیں ہے جب تک کہ عدالت دوسری صورت میں ہدایت نہ دے۔ معافی کو "عام معافی" سے ممتاز کیا جانا چاہیے جس کی تعریف "سیاسی قیدیوں کی عام معافی؛ فراموشی کا عمل" کے طور پر کی گئی ہے۔ جیسا کہ عام بول چال میں سمجھا جاتا ہے، لفظ "عام معافی" صرف اس صورت میں مناسب ہے جہاں سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جاتا ہے اور ان صورتوں میں نہیں جہاں جرائم اور قتل کا ارتکاب کرنے والوں کو معاف کیا جاتا ہے۔

معافی کا مطلب ہے سزا پر عمل درآمد پر روک، سزائے موت کو ملتوی کرنا۔ راحت کا مطلب اس حقیقت کے پیش نظر مقرر کردہ تاوان کے بجائے کم اثبات جرم دینا ہے کہ ملزم کو پہلے کوئی اثبات جرم نہیں ہوئی ہے۔ یہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 360 کے تحت اچھے طرز عمل کی جانچ پر رہائی جیسی چیز ہے۔ معافی کسی جملے کی مقدار کو اس کے کردار کو تبدیل کیے بغیر کم کرنا ہے۔ معافی کی صورت میں، مجرم کا جرم متاثر نہیں ہوتا، اور نہ ہی عدالت کی سزا متاثر ہوتی ہے، سوائے اس معنی کے کہ متعلقہ شخص سزا کی پوری مدت کے لیے قید کا شکار نہیں ہوتا، بلکہ اسے سزا کے ایک حصے کی خدمت سے فارغ کر دیا جاتا ہے۔ کمیونیشن کسی سزا کو ایک مختلف قسم کی ہلکی سزا میں تبدیل کرنا ہے (دفعہ 433-اے مناسب حکومت کو سزائوں کو معطل کرنے یا معاف کرنے کا اختیار دیتی ہے)۔ "مناسب حکومت" کے

بیان محاورہ کا مطلب ایسے معاملات میں مرکزی حکومت ہے جہاں سزائیں یا حکم اس معاملے سے متعلق ہے جس میں یونین کا انتظامی اختیار پھیلا ہوا ہے، اور دیگر معاملات میں ریاستی حکومت۔ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 433-اے اور آئین کے آرٹیکل 161 کے تحت دیے گئے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے سزائے موت پانے والے قیدیوں کی رہائی انصاف کے مناسب اور مناسب راستے میں مداخلت کے مترادف نہیں ہے، کیونکہ عدالت عالیہ کا فیصلہ سنانے کا اختیار اثباتِ جرم اور سزا کی صداقت، استحقاق اور درستگی پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 161 کے تحت اختیارات کا استعمال مقدمے سے پہلے، اس کے دوران یا اس کے بعد کیا جاسکتا ہے۔ سزا کو کم کر کے، متعلقہ اتھارٹی اس طرح عدالتی سزا میں ترمیم نہیں کرتی ہے۔ یہ حقیقت کہ سزا مناسب حکومت کی طرف سے معاف کی گئی تھی یا یہ کہ جیل کے قواعد کے تحت یا عام معافی کے کسی حکم کے تحت حاصل کی گئی کچھ معافیوں کی وجہ سے، اس شخص کو پہلے رہا کیا گیا تھا، اس سے ہونے والی نااہلی، اگر کوئی ہو، متاثر نہیں ہوتی ہے۔ دفعہ 432 حکومت کے پورے یا سزا کے کسی بھی حصے کی معافی کی سزا پر عمل درآمد کو معطل کرنے کے اختیار کو محدود کرتی ہے۔ جس اثباتِ جرم کے تحت اثباتِ جرم عائد کی جاتی ہے وہ متاثر نہیں ہوتی ہے۔ یہ دفعہ حکومت کو عدالت کے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کا کوئی اختیار نہیں دیتا ہے۔ یہ صرف سزا معاف کرنے کا اختیار فراہم کرتا ہے۔ اثباتِ تخفیف سزا جرم کی درستگی کو فرض کرتی ہے اور اثباتِ جرم کو صرف جزوی یا مکمل طور پر کم کرتی ہے۔ دفعہ 432 میں استعمال ہونے والا لفظ "ریمٹ" آرٹیکل کی اصطلاح نہیں ہے۔ لفظ "معافی" کے کچھ معنی "معاف کرنا، مسلط کرنے سے باز رہنا، ہار ماننا" ہیں۔ سزا کی معافی کا مطلب بری ہونا نہیں ہے اور متاثرہ فریق کو خود کو ثابت کرنے کا پورا حق ہے۔

دفعہ 428 عدالت کی طرف سے اثباتِ جرم پر غور کرتی ہے اور یہ عدالت کی طرف سے اثباتِ جرم کے اعلان کے وقت کام کرتی ہے، جبکہ دفعہ 433 ریاستی اتھارٹی کی طرف سے تبدیلی سے متعلق ہے۔ دفعہ 433 کی شقیں بعد آنے والے نتائج دفعہ 428 کو متاثر نہیں کرتے۔ دفعات 432 اور 433 "سزائوں کی معطلی، معافی اور تخفیف" کے عنوان کے تحت ظاہر ہوتے ہیں۔ دفعہ 432 (1) کے تحت کسی بھی شخص کی صورت میں، جسے کسی جرم کی سزا سنائی گئی ہے، مناسب حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی سزا پر عمل درآمد معطل کرے یا اس سزا کے پورے یا کسی حصے کو معاف کرے جس کی اسے سزا سنائی گئی ہے، بغیر کسی شرط کے یا کسی ایسی شرط پر جسے سزا یافتہ شخص قبول کرے۔ ذیلی دفعہ (2) کے تحت یہ التزام کیا گیا ہے کہ جب بھی کسی اثباتِ جرم کی معطلی یا معافی کے لیے مناسب حکومت کو درخواست دی جائے تو مناسب حکومت عدالت کے صدر نشین جج سے اس سے پہلے یا جس کے ذریعے اثباتِ جرم سنائی گئی تھی یا اس کی تصدیق کی گئی تھی اس سے پہلے اس کی رائے بیان کرنے کا مطالبہ کر سکتی ہے کہ آیا درخواست اس کی رائے کی وجوہات کے ساتھ دی جانی چاہیے یا انکار کیا جانا چاہیے اور اس طرح کی رائے

کے بیان، مقدمے کے ریکارڈ کی مصدقہ نقل یا اس طرح کے ریکارڈ کے ساتھ بھی آگے بڑھایا جانا چاہیے جو موجود ہے۔ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 433 ریاستی حکومت کو سزا کو کم کرنے کا اختیار فراہم کرتی ہے اور اس کی شق (ب) میں کہا گیا ہے کہ مناسب حکومت سزایافتہ شخص کی رضامندی کے بغیر عمر قید، 14 سال سے زیادہ کی مدت کے لیے قید یا جرمانے کی سزا کو کم کر سکتی ہے۔ اس بات کی نشاندہی کی جاسکتی ہے کہ یہ شق بھارتیہ پینل کوڈ 1860 (مختصر طور پر 'آئی پی سی') کی دفعہ 55 کی شق سے ملتی جلتی ہے۔ سزائے موت کو تبدیل کرنے کا اختیار دفعہ 433-اے سے آزاد ہے۔ دفعہ 433-اے کے تحت پابندی دفعہ 433 کے تحت اختیارات کے استعمال کے بعد ہی نافذ ہوتی ہے۔ دفعہ 433 کی شق (c) قید بامشعقت سزا کو کسی بھی مدت کے لیے قید محض میں تبدیل کرنے سے متعلق ہے جس میں اس شخص کو سزا سنائی جاسکتی ہے، یا جرمانہ۔

"معافی ان بہت سے استحقاق میں سے ایک ہے جسے قدیم زمانے سے تسلیم شدہ جاتا رہا ہے کہ وہ خود مختار کے پاس ہے، جہاں کہیں بھی خود مختاری ہو۔" معافی دینے کے اس خود مختار اختیار کو ہمارے آئین کے آرٹیکل 72 اور 161 میں اور ضابطہ اخلاق کے دفعات 432 اور 433 میں بھی تسلیم شدہ گیا ہے۔ کچھ شرائط کے تحت کسی ساتھی کو معافی دینا جیسا کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 303 کے تحت تصور کیا گیا ہے، اسی اختیار کا ایک تغیر ہے۔ معافی کی منظوری، چاہے وہ آئین کے آرٹیکل 161 یا 72 کے تحت ہو یا دفعات 30، 432 اور 433 کے تحت ہو، خود مختار طاقت کا استعمال ہے۔

ضابطے کی دفعہ 433 کے لحاظ سے اختیارات کے استعمال سے متعلق ایک یکساں سوال پر دہلی انتظامیہ (اب دہلی کا این سی ٹی) بنام مدن لال، (2002) 6 سپریم 77 میں غور کیا گیا تھا۔ ہم میں سے ایک (دورانی سوامی راجو، جے) کے بذریعے بات کرنے والی بیج کا خیال تھا کہ دفعہ 433 کے تحت اختیارات کا استعمال ایک انتظامی صوابدید ہے۔ عدالت عالیہ کو اپنے نظر ثانی شدہ دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے اس کو عائد سزا کو کم کرنے کا کوئی اختیار نہیں دیا گیا تھا جہاں جرم کے لیے کم از کم سزا فراہم کی گئی تھی۔ ریاست پنجاب بنام کیسر سنگھ، [1996] 5 ایس سی 495 میں اس عدالت نے مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا (حالانکہ یہ دفعہ 433 (بی) کے تناظر میں تھا:

"دفعہ 433 فوجداری پی سی کا مینڈیٹ حکومت کو ایک مناسب معاملے میں کسی مجرم کی سزا کو کم کرنے اور عدالتوں کی طرف سے عائد سزا کی میعاد تاریخ انقضا ہونے سے پہلے اس کی رہائی کا حکم دینے کے قابل بناتا ہے۔ اس کے علاوہ، اگر عدالت عالیہ ایسی ہدایت بھی دے سکتی تھی، تو وہ صرف حکومت کی طرف سے قبل از وقت

رہائی کے معاملے پر براہ راست غور کر سکتی تھی اور خود جواب دہندہ کی قبل از وقت رہائی کا حکم نہیں دے سکتی تھی۔ دفعہ 433 ضابطہ فوجداری کے تحت اختیارات کے استعمال کا حق حکومت میں مضمر ہے اور اسے حکومت کو قواعد و ضوابط اور قائم کردہ اصولوں کے مطابق استعمال کرنا ہوتا ہے۔ لہذا، عدالت عالیہ کے متنازعہ حکم کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا اور اس طرح اسے کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔"

"دفعہ 433 کے تحت مناسب حکومت کو دیے گئے اختیارات کا استعمال معقول اور عقلی طور پر ان وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا جانا چاہیے جو قانون کے مقصد کے لیے موزوں اور متعلقہ ہیں، حالات کو کم کرنے اور/یا سماج کے مفاد اور مفاد عامہ جیسے عوامل کو تبدیل کرنے کے لیے ضروری حقائق کو کم کرنے کے لیے۔" کمیوٹیشن "بنیادی طور پر ایک قسم کے جملے کو کم شدید قسم کے جملے میں تبدیل کرنا ہے۔ نقل مکانی کے اختیارات خصوصی طور پر مناسب حکومت کے پاس ہوتے ہیں۔ لاء کمیوٹیشن کی 41 ویں رپورٹ اس طرح کے اختیارات کے استعمال پر روشنی ڈالتی ہے۔ رپورٹ پرانے ضابطے کی دفعات 401 اور 402 کے حوالے سے تھی جو مندرجہ ذیل ہے:

اس باب شقیں آئین کے بالترتیب آرٹیکل 72 اور آرٹیکل 161 کے ذریعے صدر بھارت اور ریاستوں کے گورنروں کو دیے گئے اختیارات کے معاون ہیں۔ یہ دونوں آرٹیکل پہلے معافی، معافی، وقفہ یا سزا کی معافی دینے کے اختیار کا حوالہ دیتے ہیں، اور پھر، کسی بھی جرم میں سزایافتہ کسی بھی شخص کی حکم سزاملتوی، معاف یا کم کرنا کم کرنے کے اختیار کا حوالہ دیتے ہیں۔ دفعہ 401 میں سزائوں کی معطلی اور معافی کے حوالے سے تفصیلی شقیں شامل ہیں، جبکہ دفعہ 402 سزائوں کی تبدیلی سے متعلق ہے۔ آئین کے آرٹیکل 72(1)(c) کے بعد، دفعات 402 اے ریاستی حکومتوں کو ریاستی جرائم کے سلسلے میں دفعات 401 اور 402 کے ذریعے دیے گئے اختیارات کو مرکزی حکومت کے ذریعے بھی قابل استعمال بناتا ہے۔

یہ قابل ذکر ہے کہ یہ دفعات کسی بھی طرح سے صدر اور گورنروں کے معافی، معافی اور وقفے دینے کے اختیار کو محدود نہیں کرتے ہیں، جو انگلینڈ میں خود مختار کے رحم کے استحقاق کے مترادف ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، آئین کے آرٹیکل 72 اور 161 میں پہلے معافی، معافی، وقفہ یا سزائوں کی معافی دینے کے اختیار کا حوالہ دیا گیا ہے، اور پھر کسی بھی جرم میں سزایافتہ کسی بھی شخص کو معطل کرنے، معاف کرنے یا کم کرنے کے اختیار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ "موخر کرنے کا مطلب ہے کسی سزا کو ایک وقت کے لیے واپس لینا یا واپس

لینا، جس کا اثر محض سزا کو معطل کرنا ہے۔ یہ ایک عارضی التوا سے زائد کچھ نہیں ہے اور انگلینڈ میں اسے سزائے موت کو کم کرنے کے پہلے قدم کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ "وقفہ" کی اصطلاح کا مطلب سزا میں تاخیر کرنا ہے، خاص طور پر سزائے موت کی صورت میں، اور اس کا مطلب معافی کے برابر ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ سزا میں چھوٹ یا معافی دینا عملی طور پر عدالت کی طرف سے دی گئی سزا پر عمل درآمد کو عارضی مدت کے لیے معطل کرنے سے الگ نہیں ہے۔ "معافی کا اصل مطلب بڑی مہر کے تحت معافی اور رہائی تھا لیکن بعد میں اس کا مطلب سزا کی مقدار میں کمی (مثال کے طور پر عائد جرمانے کی رقم یا قید کی مدت) کے طور پر اس کے کردار کو تبدیل کیے بغیر ہوا۔" تخفیف کا مطلب ہے ایک قسم کے جملے کو کم سخت قسم کے جملے میں تبدیل کرنا، جیسا کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 402 میں اشارہ کیا گیا ہے۔

آئین نے ان دونوں اختیارات (یعنی گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کی دفعہ 295 (1) اور (2) کے تحت) کو یکجا کیا ہے اور انہیں ایک ہی بنیاد پر رکھا ہے۔ واضح طور پر موجود اور لیپ نقصان نہیں پہنچاتا ہے۔ تاہم، ضابطہ اخلاق کی دفعہ 401 کے دائرہ کار کو بڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تاکہ معطلی اور معافی کے علاوہ واضح طور پر معافی، معافی اور وقفے کا احاطہ کیا جاسکے۔

توضیح اخلاق میں فوجداری انصاف ایکٹ 1948 کی دفعہ 69 کی طرز پر ایک شق شامل کرنے کا سوال ہمارے سامنے بحث کے دوران اٹھایا گیا۔ مثال کے طور پر یہ تجویز کیا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص جسے عدالت نے ایک مدت کے لیے قید کی سزا سنائی تھی اور اس سزا کے ایک حصے کو ریاستی حکومت نے معاف کر دیا تھا یا سزا کو جرمانے میں تبدیل کر دیا گیا تھا، تو سزایافتہ شخص کو سمجھا جانا چاہیے کہ اسے قید کی مختصر مدت کی سزا سنائی گئی ہے، یا، جیسا بھی معاملہ ہو، صرف عدالت کے ذریعے جرمانہ کیا گیا ہے۔ یہ عملی اہمیت کا حامل ہو سکتا ہے کیونکہ بہت سے قوانین کسی جرم کے لیے سزایافتہ اور ایک مخصوص کم از کم مدت کے لیے قید کی سزا پانے والے شخص کے معاملے میں یک جہی پر نااہل ہونے کا بندوبست کرتے ہیں۔ تاہم، ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس جرم کی سنگینی جس کے لیے قانون اس طرح کی نااہلی کا بندوبست کرتا ہے، عدالت کی طرف سے دی گئی سزا پر منحصر ہونی چاہیے نہ کہ اس نظریے پر جو ریاستی حکومت سزا کو معاف کرتے یا کم کرتے وقت لے سکتی ہے۔ کسی بھی صورت میں، یہ بنیادی طور پر حکمت عملی کا سوال ہے اور اگر اس طرح کی ترمیم کو کسی خاص قانون کے تناظر میں مطلوب سمجھا جاتا ہے، تو اسے اس نظریے میں زائد مطلوب طریقے سے بنایا جاسکتا ہے۔

ایک اور تجویز یہ تھی کہ "عام معافی" کا توضیح ہونا چاہیے جو مناسب حکومت کو ہر معاملے میں معافی اور رہائی کے علیحدہ احکامات منظور کرنے کی ضرورت سے فارغ کرے۔ ہماری رائے میں اس مقصد کے لیے ضابطے میں ترمیم ضروری نہیں ہے۔ ایک بار جب حکومت سزایافتہ قیدیوں کے بعض زمروں کے لیے "عام معافی" دینے کی حکمت عملی کا فیصلہ کر لیتی ہے، تو یہ شاید ہی مطلوب کہ حکومت ایک عام حکم منظور کرے اور اسے جیل حکام کے ذریعے انفرادی مقدمات پر لاگو کرنے کے لیے چھوڑ دے۔

دفعہ 402 کی ذیلی دفعہ (1) مناسب حکومت کو سزاسنائے گئے شخص کی رضامندی کے بغیر سزا کو کم کرنے کے قابل بناتی ہے۔ تاہم، عام شق کو آئی پی سی کی تو ضیع 54 اور تو ضیع 55 کے ساتھ پڑھا جانا چاہیے جس میں سزائے موت اور عمر قید کی سزا کو کم کرنے کے حوالے سے خصوصی شق شامل ہے۔ دفعہ 402 (3) میں "مطلوب حکومت" کی تعریف کافی حد تک وہی ہے جو مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ 55 اے میں موجود ہے۔ اس نقل کو ہٹانا اور قانون کو ایک جگہ بیان کرنا واضح طور پر مطلوب ہوگا۔ دفعہ 402 (3) میں "مناسب حکومت" کی موجودہ تعریف میں، ریاستی حکومت کا حوالہ کسی حد تک مبہم ہے۔ یہ دیکھا جائے گا کہ تعزیرات ہند کی دفعہ 55 اے کی شق (ب) (خصوص ریاستی حکومت کی وضاحت کرتی ہے جو "ریاست کی حکومت جس کے اندر مجرم کو سزاسنائی جاتی ہے" کے طور پر منتقلی کا حکم دینے کی مجاز ہے۔

لہذا ہم تجویز کرتے ہیں کہ دفعہ 54، 55 اور 55 اے کو آئی پی سی سے خارج کیا جاسکتا ہے اور ان کا مواد دفعہ 402 نو جداری ضابطہ اخلاق میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

(ii) "شق 441 سے 444 یو یہ شقیں آئی پی سی دفعات 401 اور 402 اور دفعہ 54، 55 اور 55 اے سے مطابقت رکھتی ہیں۔

کمیشن نے سفارش کی ہے کہ سنٹرل بیورو آف انویسٹی گیشن کے ذریعے تحقیقات کیے جانے والے یا مرکزی حکومت کی املاک کو تصرف بے جایا تباہی یا نقصان پہنچانے اور مرکزی حکومت کے خدام کے ذریعے اپنے سرکاری فرائض کی انجام دہی میں کیے گئے جرائم کے معاملات کے سلسلے میں ریاستی حکومت کو مرکزی حکومت سے مشاورت کے بعد ہی سزائوں میں معافی یا تبدیلی دینی چاہیے۔ مرکزی حکومت سے محض مشاورت کے بجائے اس کی

'رضامندی' کا مطالبہ کرنا بہتر سمجھا جاتا ہے۔

جہاں افراد پر جرائم کے لیے مقدمہ چلایا جاتا ہے، کچھ ریاستی میدان میں اور کچھ یونین میدان میں قوانین کے تحت اور بیک وقت چلانے کے لیے قید کی الگ الگ شرائط کی سزا سنائی جاتی ہے، ریاستی حکومتیں کبھی کبھی مرکزی حکومت کو حوالہ دیے بغیر پوری سزا معاف کر دیتی ہیں، حالانکہ قانونی طور پر مرکزی حکومت کو یونین میدان میں جرائم کے سلسلے میں معافی کا حکم دینا ہوتا ہے۔ تو ضیع شامل کی جا رہی ہے جس میں خاص طور پر یہ کہا گیا ہے کہ اس شخص کو اس وقت تک رہا نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ مرکزی حکومت یونین فیلڈ میں کسی جرم سے متعلق سزا کا حصہ بھی معاف نہ کر دے۔

یہ ہمارے نوٹس میں لایا گیا ہے کہ جو رقم جمع کرنے کی ہدایت کی گئی ہے وہ جواب دہندہ ملزم نے ٹرائل کورٹ کے سامنے کی ہے۔ ہم عدالت عالیہ کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔

ہم اس طرح کی راحت کے لیے مناسب حکومت کو منتقل کرنے کے ملزم کے حق کو محدود کرنے کی تجویز نہیں کرتے جو قانون میں دستیاب ہے۔ یہ مناسب حکومت کی صوابدید پر ہوگا کہ وہ قانون کے مطابق اس کو دیے گئے اختیارات کا استعمال کرے۔

اپیل کی اجازت اس حد تک دی جاتی ہے جس حد تک اشارہ کیا گیا ہو۔

این۔جے۔

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔